© rasailojaraid.com

اکرام اللہ ساجد

حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وحی ہے!

قرآنِ کریم میں ہے:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔ الاٰية!" (اٰلِ عمران: ۱۶۴)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسانِ عظیم فرمایا کہ ان میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا، جو ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے!"

آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مناصب ذکر ہوئے ہیں:

۱۔ تلاوتِ آیات۔

۲۔ تزکیۂ نفوس

۳۔ تعلیمِ کتاب و حکمت

یہ معلوم ہے کہ قرآنِ مجید کے اولین مخاطب عرب تھے، جن کی زبان میں قرآنِ مجید نازل ہوا۔ اور اس کے باوجود ان کے سامنے تلاوتِ آیات، قرآنی منصبِ رسالت قرار پایا ــــ پھر قرآنِ کریم اللہ ربّ العزّت کا کلام ہے، "هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ" ہے، اور بایں ہمہ تزکیۂ نفوس کو تنہا قرآنِ مجید پر منحصر نہیں رکھا گیا ــــ بلکہ یہ آپؐ پر نازل ہوا اور اس کے ذریعہ تزکیۂ نفوس بھی آپؐ کا منصب بتلایا گیا۔

آپؐ کا تیسرا منصب تعلیمِ کتاب و حکمت ہے ــــ چنانچہ اوّلاً تو "حکمت"، کو "کتاب" کے علاوہ ذکر فرمایا گیا، اور یہ بھی "منزل من اللہ" ہے:

"وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔ الاٰية!" (النساء: ۱۱۳)

"اور (اے نبیؐ!) اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر کتاب بھی نازل فرمائی ہے اور حکمت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی !"

اب اگر یہ "حکمت" حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تو اس کی نشاندہی کی جائے کہ یہ کیا چیز تھی، جو آپؐ ہی پہ نازل ہوئی ؟

اگر کہا جائے کہ "حکمت" قرآنِ مجید ہی ہے، تو ہمیں قرآنِ مجید کو "قرآنِ حکیم" کہنے سے انکار نہیں، کہ "وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ" کے الفاظ خود قرآنِ کریم میں وارد ہوئے ہیں —— تاہم اس مقام پر جو الفاظ ذکر ہوئے ہیں، ان سے یہ مطلب کشید کرنا ناممکن ہے کہ یہاں "حکمت" کا لفظ قرآنِ مجید کی صفت کے طور پہ بیان ہوا ہے، ورنہ الفاظ یوں ہوتے :

"وَانزل اللّٰہ علیک الکتٰب الحکیم"

جب کہ ایسا نہیں ہے، اور آیت مذکورہ بالا کے علاوہ آیۂ زیرِ نظر میں بھی "حکمت" کو "کتاب" کے سوا دوسری چیز کے طور پہ ذکر کیا گیا ہے :

"وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ"

"اور (یہ رسولؐ) انھیں کتاب کی تعلیم بھی دیتا ہے، اور حکمت بھی سکھاتا ہے!"

چنانچہ جب یہ دو چیزیں ہیں، تو منکرینِ حدیث "صرف قرآن" کے قائل کیوں ہیں؟ —— کیا یہ خود قرآنِ کریم کا انکار نہیں ؟

ثانیاً، آپؐ کا یہ منصبِ "تعلیم کتاب و حکمت" آپؐ کے منصبِ "تلاوت" سے الگ ذکر ہوا ہے —— اور یہ امر محتاجِ وضاحت نہیں کہ تعلیم کے لیے کورس کی کتاب صرف پڑھ کر نہیں سنا دی جاتی، بلکہ معلّم اس کے ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ و مفہوم بھی بیان کرتا اور الفاظِ کتاب کی تشریح و تبیین بھی کرتا ہے، جو الفاظِ کتاب سے زائد چیز ہوتی ہے —— جس کے لیے باقاعدہ لیکچر و پیریڈ ہوتے ہیں، نوٹس بکیں ترتیب دی جاتی ہیں، اور پھر امتحانات میں اکثر سوالات اسی سے متعلق ہوتے ہیں —— چنانچہ پوری دنیا میں سکولوں کالجوں کا قیام، اساتذہ کی تقرری، ان کے مشاہرات، پھر سکولوں میں طلباء کے داخلے اور ان میں باقاعدہ ان کی حاضری وغیرہ کا ایک وسیع نظام اسی تشریح و تبیین و تفہیم کے لیے قائم ہے —— اس کے برعکس اگر کورس کی کتاب محض طلباء کے ہاتھوں میں تھما دی جائے، تو کوئی بھی سلیم العقل شخص اسے تعلیم کا نام نہیں دے سکتا۔

اب پوری آیت سے نتیجہ اخذ کیجیے!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دورِ نبویؐ کے لوگوں کو تو اہلِ زبان ہونے کے باوجود قرآنِ مجید کی آیات کی تلاوت کے لیے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کی ضرورت تھی، تزکیہ کے لیے بھی، اور تشریح و تبیین کے لیے بھی ——— حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں ایک مکمل نمونۂ اتباع ان کے سامنے تھا! ——— یہاں پنجابی اردو بولنے والوں کو نہ آپؐ کی رفاقت نصیب ہوئی، نہ صحبت، نہ شرفِ ملاقات ہی حاصل ہوا کہ وہ آپؐ کی ذات میں قرآنِ مجید کا عملی نمونہ دیکھتے ——— بس منکرینِ حدیث کی دانست میں کتاب محض ان کے ہاتھوں میں تھما دی گئی کہ اسے خود پڑھو، سمجھو اور اس پر عمل کرو ——— یوں یہ آپؐ کی تعلیم سے کلیتہً محروم رہے، لیکن بایں ہمہ اطاعت واتباعِ رسولؐ کے یہ لوگ بھی اسی طرح مکلّف ہیں جس طرح کہ پہلے تھے ——— طرفہ یہ کہ جنت کا وعدہ ان کے لیے بھی ویسا ہی ہے، جیسا پہلوں کے لیے تھا :

”وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا“ (الاحزاب : ۷۱)

”اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرے تو وہ عظیم کامیابی سے ہمکنار ہو گیا۔“

اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں، تو ضلالت ان کا مقدر ٹھہری اور اس کے نتیجہ میں انہیں جہنم کی وعید شدید سنا دی گئی :

”وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا“ (الاحزاب : ۳۶)

”اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے تو وہ صریح ضلالت کا شکار ہو گیا!“

حالانکہ نہ تو انہیں تلاوتِ آیاتِ قرآن کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی ملی، نہ تزکیہ کے اصول آپؐ کی زبان وعمل سے مہیا ہوئے، اور نہ ہی آپؐ کی تعلیم ان تک پہنچی ——— سوچیے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟

منکرینِ حدیث جواب دیں

۱۔ اب یا تو منکرینِ حدیث یہ کہیں کہ یہ ناانصافی بھی ہے اور ظلم بھی! ——— حالانکہ یہ خود قرآنِ کریم کا انکار ہے ——— ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

”وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ“ (الاعراف : ۸۷)

”اور وہ (اللہ) تو بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے“

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نیز فرمایا :

"وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ" (حٰمٓ السجدۃ: ۴۶)

"اور تیرا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا (بھی) نہیں!"

۲- چنانچہ اگر یہ نتیجہ (ظلم و ناانصافی) انھیں منظور نہیں تو انھیں اس بات کا قائل ہونا پڑے گا کہ آیت "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ـــ الخ!" میں مؤمنین سے مراد صرف وہ لوگ ہیں، جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں موجود تھے اور آپؐ کی اطاعت شعار بھی ہوئے! ـــ بعد والوں کو چونکہ نہ تو آپؐ کی طرف سے تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے سلسلہ میں راہنمائی ملی، نہ آیات کی تشریح و تبیین، اور نہ ہی اس بناء پر ان کا تزکیہ ہو سکا۔ لہٰذا بعد میں نہ کوئی مومن ہو سکتا ہے، اور نہ تا قیامت ہوگا! ـــ وعلیٰ هٰذا القیاس :

- بعثتِ رسولؐ کا احسان بھی صرف ان پہلوں پر تھا، جو مومن قرار پائے، پچھلوں پر نہیں!

- قرآنِ کریم کے مخاطب بھی صرف یہی لوگ تھے!

- تب معاملہ یہیں تک نہ رُکے گا، بلکہ اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر منکرینِ حدیث کو اس بات کا بھی قائل ہونا پڑے گا کہ قرآنِ کریم ایک محدود دور کے لیے راہنما تھا، اب معاذ اللہ راہنما نہیں ـــ رہتی دنیا تک کے لوگ نہ تو اس سے مستفید ہو سکتے ہیں، اور نہ ہی یہ ان کے لیے دستورِ حیات ہے!

- پھر جنّت کے وعدے بھی صرف ان سے تھے، جن پر آپؐ نے تلاوتِ آیات کی، اور جنھوں نے آپؐ سے کتاب و حکمت کی تعلیم حاصل کی ـــ اسی طرح جہنم کا عذاب بھی صرف ان لوگوں کے لیے ہے، جو آپؐ کو دیکھنے سننے کے باوجود آپؐ کے مطیع و متبع نہ ہوئے!

۷- لیکن اگر یہ صورتِ حال انھیں منظور نہیں، اور وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ ربّ العزّت منصف و عادل ہیں، مومن تا قیامت باقی رہیں گے، بعثتِ رسولؐ کا احسان بھی تمام مؤمنوں پر ہے، قرآنِ کریم کی دعوت بھی آپؐ کی بعثت کے بعد جملہ عالمِ انسانیت کے لیے عام ہے، چنانچہ یہ آج بھی راہنما ہے اور رہتی دنیا تک راہنمائی مہیا کرتا رہے گا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور یہ تا قیامت دستورِ حیات ہے ـــــ نیز اللہ و رسولؐ کی فرمانبرداری کے نتیجہ میں جنت کا وعدہ، یا اس کے برعکس ان کی نافرمانی کے نتیجہ میں جہنم کی وعید بھی پہلوں پچھلوں کے لیے برابر ہے، تو انکارِ حدیث کی موجودگی میں منکرینِ حدیث کے نزدیک اس کی صورت کیا ہوگی؟ ـــــ لامحالہ انھیں ماننا ہوگا کہ تا قیامت آنے والے لوگوں کے لیے آپؐ کی تلاوتِ آیات کے سلسلہ کی راہنمائی بھی محفوظ رہنی چاہیے، آپؐ کی تعلیم بھی ہمیشہ کے لیے موجود رہے کہ سب تک من وعن پہنچے، اور آپؐ کی بیان کردہ آیاتِ قرآنی کی تشریح و تبیین بھی تا ابد باقی رہے، حتیٰ کہ اس دنیا میں آنے والا آخری انسان بھی اس سے بہرہ مند ہو سکے ـــــ تاکہ وہ آپؐ کا کلمہ پڑھنے کا حق ادا کرتے ہوئے اور آپؐ کا مطیع و متبع ہو کر سچا مومن بنے،[1] نیز آپؐ کی بعثت کے احسانِ عظیم سے سرفراز ہو کر جنت میں جا سکے اور جہنم سے بچ جائے ـــــ لیکن اگر کوئی ایسا نہ کرے تو جہنم کی سزا اس پر ظلم و زیادتی نہ ہو، بلکہ عین انصاف قرار پائے! ـــــ اور یہ سب کچھ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتبار کیا جائے ـــــ ورنہ قرآنِ کریم کے بیان کردہ یہ تقاضے، دعوے اور وعدے کیوں کر پورے ہو سکیں گے، اور منکرینِ حدیث قرآنِ کریم سے عقیدت کے دعوے کے باوجود خود قرآنِ کریم ہی سے انصاف کیسے کر سکیں گے؟

الغرض، ہمارا دعویٰ مع دلیل کے واضح ہے کہ قرآنِ مجید خود حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت و حفاظت کا مقتضی ہے، اور جو شخص حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکاری ہے، وہ خود قرآنِ کریم کا بھی منکر ہے ـــــ چنانچہ اس کا "صرف قرآن" کا دعویٰ منافقت بھی ہے، جہالت بھی، اور اپنی ہی ذات سے عداوت بھی!

(جاری ہے)

---

[1] کیوں کہ بعثتِ رسولؐ کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے:
"وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ـــ الآية"!
(النساء: ۶۴)

© rasailojaraid.com